رومی ہمارے شعور کا حصہ ہیں...

نویت ارگن

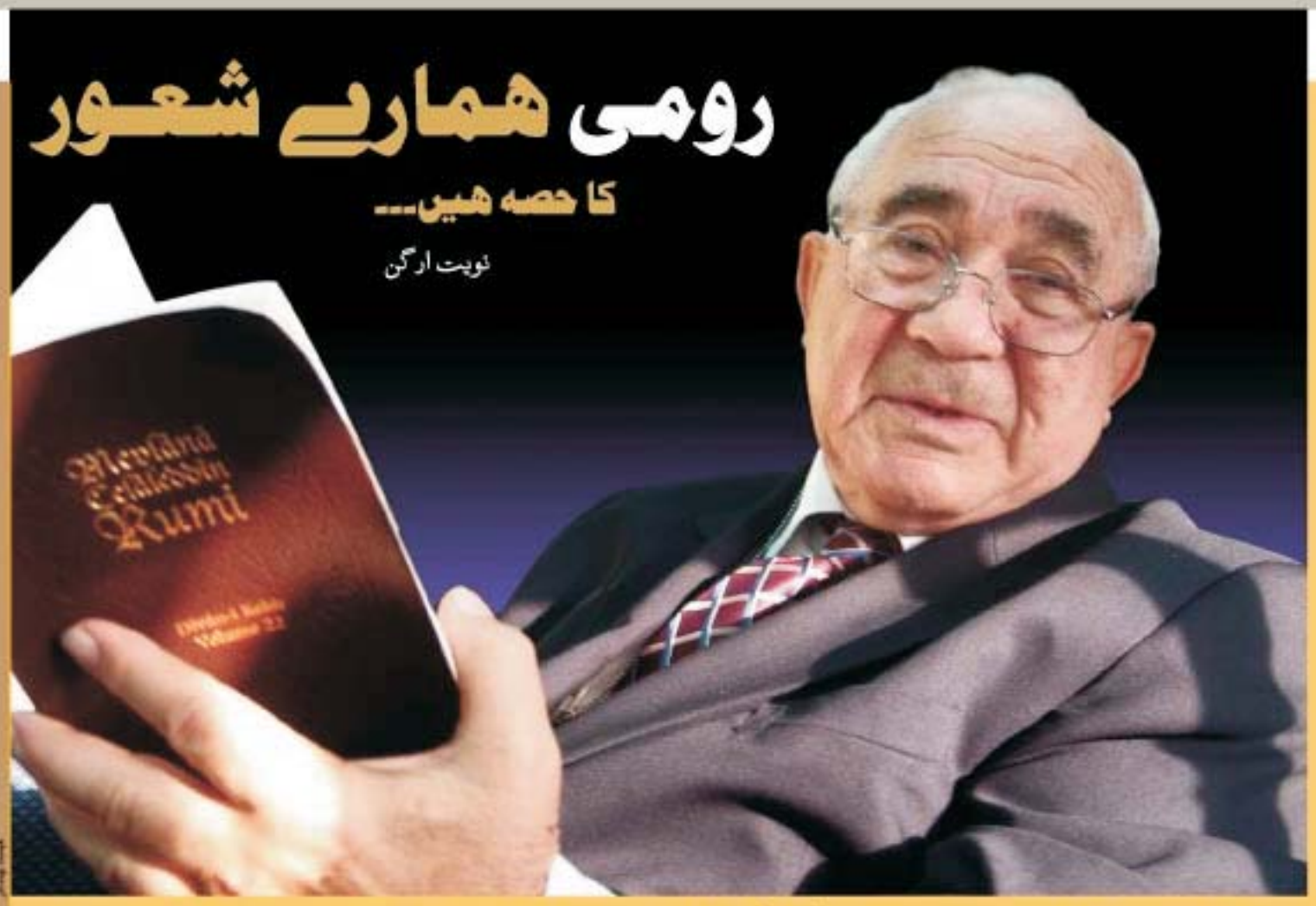

نویت ارگن سے انجم نعیم کی ایک گفتگو

ان دنوں رومی شناسی علمی حلقوں میں ایک اہم موضوع ہے۔ رومی شناسوں میں ایک اہم نام امریکی سرجن ڈاکٹر نویت ارگن کا ہے۔ وہ ۸۰۰ سالہ رومی تقریبات کے سلسلے میں گذشتہ دنوں ہندوستان آئے ہوئے تھے اور انہوں نے دہلی، حیدرآباد، کلکتہ اور پٹنہ میں امریکی سفارت خانے کی جانب سے منعقدہ پروگراموں میں شرکت کی۔ ڈاکٹر ارگن گو پیشے سے ایک سرجن ہیں لیکن گذشتہ ۵۰ برسوں سے انہوں نے خود کو مطالعات رومی کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ انہوں نے پہلی بار رومی کے پورے کلام کا دیوان کبیر کے نام سے ۲۲ جلدوں میں انگریزی میں ترجمہ کر کے اسے ایکوپبلی کیشن سے شائع کرایا۔

موجودہ دور میں رومی کی معنویت کیا ہے؟

کسی بھی تہذیبی، معاشرتی و معاشی نظام میں رومی ہمیشہ ایک مرکز اتحاد کی علامت کے طور پر موجود رہے ہیں۔ ان کا کلام پریشان دلوں اور تفکرات میں الجھے دماغوں کو ہمیشہ ایک مسرت کی سوغات پیش کرتا ہے۔ اور یہ نکتہ ضرور یاد رکھئے کہ دنیا جتنی خطرناک ہوتی جائے گی اور انسانی جان جس قدر ارزاں ہوتے جائیں گے، رومی کی معنویت میں اسی قدر اضافہ ہوتا جائے گا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آدمی کی اپنی طاقت اور خود ساختہ مذہبی رویے بالکل ایک منفی رخ اختیار کرتے جا رہے ہیں اور ان حالات میں اگر اسے کسی روحانی پس منظر یا واسطے کی دیوار پیٹھ ٹھکانے کے لئے نہیں ملتی تو کیا اس کے لئے زندہ رہنا بہت آسان ہو سکے گا۔ اسے بہر حال مخصوص مذہبی عقیدے کے متبادل ایک ایسے اصول زندگی کی ضرورت ہے جو اسے معاشرے میں اجنبی بن جانے سے بچائے رکھے۔ اور رومی اس جانب سب سے بہتر رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ اس خیال کی تردید کرتے ہیں کہ انہیں کسی مخصوص عقیدے یا زمان و مکان کے قیود میں باندھا جا سکتا ہے۔

رومی امریکہ میں اس قدر مقبول شاعر کیسے بن گئے؟

کسی نے کیا خوب بات کہی ہے کہ امریکہ میں رومی کی شہرت دراصل ہماری روحانی بھوک کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

لیکن ایک عام بات یہ بھی ہے کہ امریکی عام طور پر نسبتاً زیادہ پڑھتے ہیں اور یہاں کتابیں بھی زیادہ شائع ہوتی ہیں۔ جہاں سیاسی یا معاشرتی حالات بہت نارمل نہیں ہیں اور زندگی کو بے شمار مسائل درپیش ہیں وہاں عام لوگوں میں پڑھنے پڑھانے اور غور و فکر کے لئے مواقع مشکل سے مل پاتے ہیں۔ چونکہ ہمارا معاشرہ مسائل پر سوچتا ہے اور اس کے لئے راہیں بھی تلاش کرتا ہے اس لئے رومی ان کی توجہ کا مرکز بنے اور رومی کی فکر نے انہیں کافی متاثر کیا۔ اور پھر رومی ایک کثیر جہتی معاشرے میں استدراک اور عقیدے کے درمیان پائی جانے والی کشمکش میں ایک دوسرا دروازہ کھولتے نظر آتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ زندگی کی آسائشوں سے بھرپور ہے لیکن ایک کامیاب معاشی زندگی ہی خوشحال زندگی بھی ہو یہ ضروری تو نہیں۔ مولانا رومی وہ مسرت عطا کرتے ہیں۔ یہی ان کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ نظر آتی ہے۔

پروفیسر کولمان بارکس کی کیا خدمات ہیں؟

اہم بات یہ ہے کہ امریکہ میں رومی کی مقبولیت کا پورا کریڈٹ کولمان بارکس کو جاتا ہے جنہوں نے رومی کے منتخب کلام کا نہ صرف ادبی سطح پر یہاں تعارف کرایا بلکہ بہت ہی خوبصورت ترجمے کے ذریعہ مولانا کے کلام کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ رومی کے ترجمے تو پہلے بھی ہوئے تھے لیکن وہ ترجمے ویسے ہی تھے جیسے طائر خیال کو کسی نے قفس میں قید کر رکھا ہو، بارکس نے اپنے ترجمے کے ذریعہ قفس کے دروازے کو کھول دیا اور طائر خیال اپنی پوری معنی آفرینی کے ساتھ نغمہ سرا ہو گیا۔

رومی کی شاعری کا ترجمہ کرنا کتنا مشکل کام تھا؟

ایک تو ویسے ہی کسی دوسری زبان کے فن پارے کا ترجمہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور پھر اگر معاملہ رومی جیسے شاعر کی میٹافریکل شاعری کے ترجمے کا ہو تو بات اور بھی دشوار ہو جاتی ہے۔

جب تک آپ رومی میں داخل نہیں ہو جاتے اور رومی ونڈو سے جھانک کر اس کے اصل پس منظر تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے، آپ کے لئے رومی کی تفہیم ممکن نہیں ہے۔ میں پیشے سے ایک معالج ہوں لیکن جب رومی کی جانب میری دلچسپی ہوئی تو میں نے دیگر تمام مصروفیات چھوڑ کر اس کی فکر میں خود کو برسوں تک ڈبوئے رکھا تب کسی قدر خود کو میں نے رومی کی فکر سے قریب تر کیا۔ رومی آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر آپ ان کے جہان فکر میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنے مفروضات اور اپنے سابقہ خیالوں سے دست کش ہو کر ان کی دنیا میں داخل ہونا ہو گا۔ اگر آپ اپنی حد بندیوں کے ساتھ ان کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں تو پھر رومی کی تفہیم آپ کے لئے نہایت دشوار ثابت ہوگی۔ میں نے بہت حد تک ان لوازمات کو برتنے کی کوشش کی ہے۔

ایک کثیر جہتی معاشرے میں تصوف کیا کردار ادا کرتا ہے؟

تصوف خود ساختہ عقیدے کے جبر سے آزادی عطا کرتا ہے۔ انسان خدا سے کسی واسطے کے بغیر رابطہ رکھنا چاہتا ہے اور تصوف اسے اس سمت میں رہنمائی کرتا ہے۔ ایک کثیر جہتی معاشرے میں موجود مختلف خود ساختہ عقیدے انسان کو اس کے اپنے رب کی تلاش میں دشواریاں پیش کرتے ہیں اور تصوف ہی ان دشواریوں سے نجات دیتا ہے۔ اس لئے ایک یک رخی معاشرے کی بہ نسبت ایک کثیر جہتی معاشرے میں تصوف زیادہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ہندوستان روائتی طور پر خدا کے متلاشی لوگوں کا ملک رہا ہے اسی لئے اس ملک میں تصوف کی جڑیں کافی گہری رہی ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ روایت ہندوستان اور امریکہ کو قریب کرنے میں کافی اہم کردار ادا کرے گی۔

ملاقات